سورة بني اسرائيل

آيات ٥٨ - ٦٧

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ
مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾ وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً
فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا
الرُّءْيَا الَّتِىْۤ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِى الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا
طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾
وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۱﴾ قَالَ
اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِىْ كَرَّمْتَ عَلَىَّ ؗ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ
اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ
وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا
غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّكُمُ الَّذِىْ يُزْجِىْ لَكُمُ الْفُلْكَ
فِى الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۶۶﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ
اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾

سُوْرَةُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْل

مکیة

آیات 111

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا

سورت کا مرکزی مضمون: قرآنِ کریم پر ایمان کی دعوت- انسانیت کو اللہ کی طرف سے عطا کردہ رہنمائی اور ذمہ داری (دینِ حق اور اس کے تقاضے)- ہجرت، فتح مکہ، فتح بیت المقدس کی بشارت

آیات 1 تا 10

سفر معراج مسجد حرام تا مسجد اقصیٰ
بنی اسرائیل کے عروج و زوال کی مختصر تاریخ
بنی اسرائیل (اور مشرکین) کو اسلام کی دعوت

آیات 11 تا 22

بنی نوع انسان کے لیے عبرت و نصیحت
انسان کی کامیابی و ہلاکت کے اصول

آیات 23 تا 39

اسلام کی معاشرتی ہدایات
اسلامی معاشرے اور اسلامی ریاست کے بنیادی اصول

آیات 40 تا 60

مشرکین مکہ کے ساتھ کشمکش
مشرکین کے عقائد کی تردید اور توحید، رسالت اور معاد پر ان کے اعتراضات کے جواب

آیات 61 تا 70

ابلیس کی انسان دشمنی
بنی آدم کی تکریم و فضیلت
نعمت پا کر انسان کے غرور و استکبار کی تمثیل

آیات 71 تا 77

رسول اللہ ﷺ کو سرزمین مکہ سے بے اثر اور بے دخل کرنے کے منصوبوں کی ناکامی کی بشارت
ہجرت کے باب میں سنت الٰہی کی وضاحت

آیات 78 تا 82

حصول صبر و ثابت کے لیے نماز، قرآنِ کریم، تہجد اور تعلق باللہ کی ہدایات

آیات 83 تا 100

کفار کی طرف سے بعض معجزات کا مطالبہ اور ان کا جواب— قرآن جیسا کلام لانے کا چیلنج
ہدایت و ضلالت کے باب میں سنت الٰہی

آیات 101 تا 104

حضرت موسیٰ اور ان کے نو معجزات- ان معجزات کے دیکھنے کے باوجود فرعون کی سرکشی اور اس کا انجام
قریشی قیادت کے رویے فرعون کی طرح ہیں

آیات 105 تا 111
اختتام سورة

قرآن یکسر حق ہے۔ قرآن پر ایمان لانے کی ہدایت
رسول کی ذمہ داری صرف انذار و تبشیر ہے
خالص عقیدۂ توحید اختیار کرنے کی ہدایت

وَاِنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا نَحۡنُ مُهۡلِكُوۡهَا قَبۡلَ يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ اَوۡ مُعَذِّبُوۡهَا عَذَابًا شَدِيۡدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الۡكِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا ﴿۵۸﴾ وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنۡ نُّرۡسِلَ بِالۡاٰيٰتِ

وَاِنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا - اور نہیں ہے کوئی بستی مگر

قَرۡيَة : سکونت کی جگہ (جس کا اطلاق گاؤں اور شہر دونوں پر)

نَحۡنُ مُهۡلِكُوۡهَا - ہم ہلاک کرنے والے ہیں اس کو

أهلكَ يُهلك ، إهلاكًا : ہلاک کرنا (IV)

مُهْلِكُوْا : اسم فاعل (جمع) ۔ ہلاک کرنے والا

قَبۡلَ يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ - قیامت کے دن سے پہلے

اَوۡ مُعَذِّبُوۡهَا عَذَابًا شَدِيۡدًا - یا عذاب دیں گے اسے سخت عذاب

عَذَّبَ يُعذِّب ، تعذيبًا : عذاب دینا (II)

كَانَ ذٰلِكَ - ہے یہ بات

فِى الۡكِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا - کتاب میں لکھی ہوئی

سَطَرَ يَسطُر ، سَطْرًا : لکھنا

مَسْطُوْر : لکھا ہوا

وَمَا مَنَعَنَاۤ - اور نہیں روکا ہم کو

مَنَعَ يَمْنَعُ ، مَنْعًا : منع کرنا، روکنا

اَنۡ نُّرۡسِلَ بِالۡاٰيٰتِ - کہ ہم بھیجیں نشانیاں (آپؐ کو)

اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَ اٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَ مَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾

اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ - مگر اس بات نے کہ جھٹلایا تھا

بِهَا الْاَوَّلُوْنَ - انھیں پہلے لوگوں نے

وَ اٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ - اور دی تھی ہم نے ثمود کو اونٹنی

اَلنَّاقَةَ : اونٹنی

مُبْصِرَةً - علانیہ

مُبْصِرَة : واضح، روشن، دکھانے والی، علانیہ

فَظَلَمُوْا بِهَا - تو انھوں نے ظلم کیا (اپنے آپ پر) اس کے سبب

وَ مَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ - اور نہیں بھیجتے ہم نشانیاں

اِلَّا تَخْوِيْفًا - مگر ڈرانے کے لیے۔

خفَّفَ من يُخَفِّف ، تخفيفًا : پہنچنا (II)

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۵۸ وَمَا مَنَعَنَآ
اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۵۹

اور کوئی بستی ایسی نہیں جسے ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں یا سخت عذاب نہ دیں یہ نوشتہ الٰہی میں لکھا ہوا ہے،
اور ہم کو نشانیاں بھیجنے سے نہیں روکا مگر اس بات نے کہ اِن سے پہلے کے لوگ اُن کو جھٹلا چکے ہیں (چنانچہ دیکھ لو) ثمود کو ہم نے علانیہ اونٹنی لا کر دی اور اُنھوں نے اس پر ظلم کیا ہم نشانیاں اسی لیے تو بھیجتے ہیں کہ لوگ انہیں دیکھ کر ڈریں

There is not a town but We shall destroy it or upon which We shall inflict severe chastisement before the Day of Resurrection. This is written down in the Eternal Book (of Allah). Nothing hindered Us from sending Our Signs except that the people of olden times rejected them as lies. We publicly sent the she-camel to the Thamud to open their eyes, but they wronged her. We never send Our Signs except to cause people to fear.

محمد اقبال

وَاِنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا نَحۡنُ مُهۡلِكُوۡهَا قَبۡلَ يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ اَوۡ مُعَذِّبُوۡهَا عَذَابًا شَدِيۡدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الۡـكِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا ﴿۵۸﴾ وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنۡ نُّرۡسِلَ بِالۡاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنۡ كَذَّبَ بِهَا الۡاَوَّلُوۡنَ ؕ وَاٰتَيۡنَا
ثَمُوۡدَ النَّاقَةَ مُبۡصِرَةً فَظَلَمُوۡا بِهَا ؕ وَمَا نُرۡسِلُ بِالۡاٰيٰتِ اِلَّا تَخۡوِيۡفًا ﴿۵۹﴾

عذاب سے متعلق اللہ کی سنت

- گذشتہ آیات میں اس بات کا ذکر کہ قریش آپ ﷺ کی دعوت کے جواب میں بار بار عذاب لانے کا مطالبہ کرتے رہے ہیں، یہاں عذاب کے مطالبے کا جواب دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا نزول لوگوں کے مطالبے پر نہیں ہوتا بلکہ اس کا ایک قانون ہے، جب قانون اس کا تقاضا کرتا ہے تو عذاب نازل ہو جاتا ہے۔
- ہر بستی جو کفر و طغیان کی راہ اختیار کرے گی وہ دو حالتوں میں سے کسی ایک سے لازماً دوچار ہو کے رہے گی۔ یا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر کے چھوڑیں گے یا اس کو سخت عذاب دیں گے۔ (وَاِذَآ اَرَدۡنَاۤ اَنۡ نُّهۡلِكَ قَرۡيَةً اَمَرۡنَا مُتۡرَفِيۡهَا فَفَسَقُوۡا فِيۡهَا .....)
- اگر قوم کسی دنیاوی عذاب میں مبتلا ہوتی ہے جس میں اس کو مجموعی طور پر ہلاک نہیں کیا جاتا تو بھی وہ آخرت قائم ہونے کے وقت ہلاک ہو گی — یعنی ہر بستی کو یا تو طبعی موت مرنا ہے، یا خدا کے عذاب سے ہلاک ہونا ہے۔
- مشرکین مکہ کو خطاب کہ تم کہاں اس غلط فہمی میں پڑ گئے کہ ہماری یہ بستیاں ہمیشہ کھڑی رہیں گی؟
- **منہ مانگے معجزات نہ بھیجنے کی حکمت** - کفار قریش بار بار نبی کریم ﷺ سے نبوت کی دلیل کے طور پر محسوس معجزات طلب کیا کرتے تھے، یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی وہ حکمت و رحمت واضح فرمائی ہے جس کے سبب سے وہ لوگوں کے شدید مطالبے کے باوجود کوئی عذاب نہیں بھیج رہا ہے۔ فرمایا کہ ایسا معجزہ بھیجنے کے بعد بھی لوگ اس کو جھٹلا دیں تو تو پھر لا محالہ ان پر عذاب کا نزول واجب ہو جاتا ہے، اور پھر ایسی قوم کو تباہ کیے بغیر نہیں چھوڑا جاتا۔ قوموں کی سابقہ تاریخ اس پر گواہ ہے، یہ سراسر اللہ کی رحمت ہے کہ وہ ایسا کوئی معجزہ نہیں بھیج رہا ہے بلکہ تمہیں سمجھنے اور سنبھلنے کے لیے مہلت دے رہا ہے۔ مگر تم ایسے بیوقوف لوگ ہو کہ معجزے کا مطالبہ کر کر کے ثمود کے سے انجام سے دوچار ہونا چاہتے ہو۔

وَاِنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا نَحۡنُ مُهۡلِكُوۡهَا قَبۡلَ يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ اَوۡ مُعَذِّبُوۡهَا عَذَابًا شَدِيۡدًا‌ ؕ كَانَ ذٰ لِكَ فِى الۡـكِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا ﴿۵۸﴾ وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنۡ نُّرۡسِلَ بِالۡاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنۡ كَذَّبَ بِهَا الۡاَوَّلُوۡنَ‌ ؕ وَاٰتَيۡنَا ثَمُوۡدَ النَّاقَةَ مُبۡصِرَةً فَظَلَمُوۡا بِهَا‌ ؕ وَمَا نُرۡسِلُ بِالۡاٰيٰتِ اِلَّا تَخۡوِيۡفًا ﴿۵۹﴾

ان آیات کریمہ کا اسباب نزول

- حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کہا کہ آپؐ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کیجیے کہ وہ ہمارے لیے کوہ صفا کو سونے کا بنادے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا : ”کیا تم (واقعی) ایمان لے آؤ گے ؟“ انھوں نے کہا، ہاں ! تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ دعا کردی، جبرائیل (علیہ السلام) آئے اور کہا : " (اے اللہ کے رسول !) آپؐ کا رب آپ پر سلامتی بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپؐ چاہیں تو میں اس کوہ صفا کو ان کے لیے سونے کا بنا دیتا ہوں، لیکن اس کے بعد ان میں سے جس نے بھی ایمان لانے سے انکار کیا تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا کہ میں نے ایسا عذاب کسی اور کو نہیں دیا ہو گا اور اگر آپؐ چاہیں تو میں ان کے لیے توبہ اور رحمت کے دروازے کھلے رکھتا ہوں۔ " تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا :"بلکہ (میں چاہتا ہوں کہ ان کے لیے) توبہ اور رحمت کے دروازے کھلے رہیں - [مسند أحمد ، مستدرک حاکم]

- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَتْ قُرَيْشٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : ادْعُ اللَّهَ رَبَّكَ أَنْ يَجْعَلَ لَنَا الصَّفَا ذَهَبًا ، وَنُؤْمِنَ بِكَ . قَالَ : " أَوَتَفْعَلُونَ ؟ " قَالُوا : نَعَمْ فَدَعَا اللَّهَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ : إِنَّ رَبَّكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ ، وَيَقُولُ : إِنْ شِئْتَ أَصْبَحَ لَهُمُ الصَّفَا ذَهَبًا ، فَمَنْ كَفَرَ مِنْهُمْ عَذَّبْتُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ، وَإِنْ شِئْتَ فَتَحْتُ لَهُمْ أَبْوَابَ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ ؟ قَالَ : " يَا رَبِّ بَابَ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةَ – (المستدرك على الصحيحين)

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِیْۤ اَرَیْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ ؕ وَ نُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا طُغْیَانًا كَبِیْرًا ۠ ۶۰

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ - اور جب کہا تھا ہم نے آپ سے (اے نبیؐ)

اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ - کہ بیشک تیرے رب نے گھیر رکھا ہے لوگوں کو

اَحَاطَ یُحِیطُ ، اِحَاطَةٌ
پہ احاطہ کرنا، گھیرنا (IV)

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا - اور نہیں بنایا ہم نے اس خواب کو

اَلرُّءْیَا : خواب، دکھاوا، دیکھنا، منظر

الَّتِیْۤ اَرَیْنٰكَ - جو ہم نے دکھایا آپؐ کو

اَرٰی یُرِیْ ، اِرَآءَةٌ : دکھانا (IV)

اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ - مگر آزمائش لوگوں کے لیے

وَ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ - اور اس درخت کو بھی جس پر لعنت بھیجی گئی ہے قرآن میں

مَلْعُوْنَة : لَعْنٌ سے اسم مفعول (لعنت کی گئی)

وَ نُخَوِّفُهُمْ - اور ہم خوف دلاتے ہیں ان کو

خَوَّفَ یُخَوِّفُ ، تَخْوِیْفًا : ڈرانا، خوفزدہ کرنا (II)

فَمَا یَزِیْدُهُمْ - پھر وہ زیادہ نہیں کرتا ان کو

زَادَ یَزِیْدُ ، زِیَادَةٌ : زیادہ کرنا

اِلَّا طُغْیَانًا كَبِیْرًا - مگر سخت سرکشی میں۔

طُغْیَان : حد سے نکل جانا، سرکشی

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي
الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝۶۰

یاد کرو اے محمدؐ، ہم نے تم سے کہہ دیا تھا کہ تیرے رب نے اِن لوگوں کو گھیر رکھا ہے اور یہ جو کچھ ابھی ہم نے تمہیں دکھایا ہے، اِس کو اور اُس درخت کو جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے، ہم نے اِن لوگوں کے لیے بس ایک فتنہ بنا کر رکھ دیا ہم اِنہیں تنبیہ پر تنبیہ کیے جا رہے ہیں، مگر ہر تنبیہ اِن کی سرکشی ہی میں اضافہ کیے جاتی ہے

And recall when We said to you, (O Muhammad), that your Lord encompasses these people; and that We have made that vision that We have shown you, and the tree accursed in the Qur’an, but as a trial for people. We go about warning them, but each warning leads them to greater transgression.

وَ اِذۡ قُلۡنَا لَکَ اِنَّ رَبَّکَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَ مَا جَعَلۡنَا الرُّءۡیَا الَّتِیۡۤ اَرَیۡنٰکَ اِلَّا فِتۡنَۃً لِّلنَّاسِ وَ الشَّجَرَۃَ الۡمَلۡعُوۡنَۃَ فِی الۡقُرۡاٰنِ ؕ وَ نُخَوِّفُہُمۡ ۙ فَمَا یَزِیۡدُہُمۡ اِلَّا طُغۡیَانًا کَبِیۡرًا ﴿۶۰﴾

نشانیوں (معجزوں) کے باب میں قریش کا رویہ

- اللہ تعالیٰ نے ان معترضین (کفارِ مکہ) کے بارے میں فرمایا کہ جس طرح پہلی قوموں کو حِسی اور تنبیہی معجزات دکھائے گئے اور پھر جو ان قوموں کا رویہ ان کی بابت رہا، قریشِ مکہ کا رویہ بھی پچھلی قوموں سے کچھ مختلف نہ ہو گا

ہدایت کے لیے چند نشانیوں کا ذکر

1. قریشِ مکہ کا گھیراؤ: (قریش کو خطاب کہ) تم اس رسول (ﷺ) سے حسی معجزات مانگ رہے تھے۔ کیا یہ معجزہ تمہاری آنکھ کھولنے کے لیے کافی نہیں کہ دعوت کے ابتدائی دور میں جب اس کی بظاہر کوئی طاقت نہیں تھی، یہ اعلان کیا گیا کہ اب ہم کفار مکہ کے زور و اثر کو اس کے اطراف سے کم کرتے ہوئے مکہ کی طرف بڑھ رہے ہیں (أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا)، اور ہم نے ان کافروں کو گھیرے میں لے رکھا ہے، یہ ایڑی چوٹی کا زور لگا کر دیکھ لیں، یہ کسی طرح اس دعوت کا راستہ نہ روک سکیں گے اور ایسا مسلسل ہو رہا ہے، ان کے پاس آنکھیں ہوں تو یہ اس امر واقعہ (اللہ کی مقرر کردہ نشانی) کو دیکھ کر خود سمجھ سکتے ہیں کہ نبی کی اس دعوت کے پیچھے اللہ کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔
2. واقعہ ٔمعراج بھی ایک بہت بڑی نشانی: یہاں واقعہ ٔمعراج کے لیے " رؤیا " کا لفظ آیا ہے، یہاں یہ لفظ "خواب" کے معنی میں نہیں ہے بلکہ آنکھوں سے دیکھنے کے معنی میں ہے (اگر واقعہ ٔمعراج کو نبی کریم ﷺ نے خواب ہی کی حیثیت سے کفار کے سامنے بیان کیا ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ ان کے لیے فتنہ بن جاتا)

یہ واقعہ بجائے خود نبی کریم ﷺ کی حقانیت اور دین کی صداقت کی کتنی بڑی دلیل ہے ....

وَاِذۡ قُلۡنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلۡنَا الرُّءۡيَا الَّتِىۡۤ اَرَيۡنٰكَ اِلَّا فِتۡنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الۡمَلۡعُوۡنَةَ فِى الۡقُرۡاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمۡ ۙ فَمَا يَزِيۡدُهُمۡ اِلَّا طُغۡيَانًا كَبِيۡرًا ۝٦٠

... واقعہ معراج نبی کریم ﷺ کی حقانیت اور دین کی صداقت کی ایک بہت بڑی دلیل تھی اور اس میں قریش مکہ (اور بنی اسرائیل) کے لیے ایک تنبیہ بھی کہ آپ مسجد حرام اور مسجد اقصی دونوں گھروں کی تولیت و امانت ان کے موجودہ خائن متولیوں سے چھین کر نبی امی (ﷺ) اور آپ پر ایمان لانے والوں کے حوالہ کی جانے والی ہے۔ لیکن اس تنبیہ سے دونوں میں سے کسی نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ ہر ایک نے طرح طرح سے اس کا مذاق اڑایا یہاں تک کہ جو چیز ان کی تنبیہ و تخویف اور ان کو ان کے مستقبل سے آگاہ کرنے کے لیے تھی وہ ان کی شامت اعمال سے ان کے لیے ایک فتنہ بن کے رہ گئی۔

3. شجرۃ ملعونہ : اللہ کی تنبیہات سے فائدہ نہ اٹھانے کی تیسری مثال- یہ اشارہ ہے زقوم کے درخت کی طرف، جس کے متعلق قرآن میں آیا ہے کہ وہ دوزخ میں ہوگا اس کو دوزخی بھوک سے بیتاب ہو کر کھائیں گے پھر اس پر پیاس سے بے تاب ہو کر کھولتا پانی پیاسے اونٹوں کی طرح پئیں گے۔

اس پر لعنت کرنے سے مراد اس کا اللہ کی رحمت سے دور ہونا ہے۔ یعنی وہ اللہ کی رحمت کا نشان نہیں ہے کہ اسے اپنی مہربانی کی وجہ سے اللہ نے لوگوں کی غذا کے لیے پیدا فرمایا ہو، بلکہ وہ اللہ کی لعنت کا نشان ہے (جس کا نہ سایہ نہ پھل، صرف کانٹوں کا ڈھیر، کڑواہٹ اور زہر سے بھرا ہوا) جسے ملعون لوگوں کے لیے اس نے پیدا کیا ہے تاکہ وہ بھوک سے تڑپ کر اس پر منہ ماریں اور مزید تکلیف اٹھائیں۔ سورۃ دخان (آیات ۴۳-۴۶) میں اس درخت کی جو تشریح کی گئی ہے وہ یہی ہے کہ دوزخی جب اس کو کھائیں گے تو وہ ان کے پیٹ میں ایسی آگ لگائے گا جیسے ان کے پیٹ میں پانی کھول رہا ہو۔

قریش کے لوگوں نے اس تنبیہ سے بھی کوئی فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ اس کا بھی مذاق اڑایا کہ یہ دیکھو، یہ شخص آگ، پانی اور درخت سب کو ایک ہی جگہ جمع کیے دے رہا ہے ! بھلا یہ کس طرح ممکن ہے کہ آگ بھی ہو اور اس میں درخت بھی ہو، آگ بھی ہو اور اس میں پانی بھی ہو

وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ قَالَ ءَاَسۡجُدُ لِمَنۡ خَلَقۡتَ طِيۡنًا ۚ﴿۶۱﴾ قَالَ اَرَءَيۡتَكَ هٰذَا الَّذِىۡ كَرَّمۡتَ عَلَىَّ ۫

وَاِذۡ قُلۡنَا - اور جب ہم نے کہا

لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ - فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو

فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ - تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے

قَالَ ءَاَسۡجُدُ - اس نے کہا کہ کیا میں سجدہ کروں ؟

لِمَنۡ خَلَقۡتَ طِيۡنًا - اسے جس کو پیدا کیا ہے تو نے مٹی سے ؟

طِیْن : مٹی جب گیلی ہو یا گیلی ہو کر خشک ہو جائے)

قَالَ اَرَءَيۡتَكَ - اس نے کہا، بھلا تو دیکھ تو سہی (کیا تو نہیں دیکھتا)

رَاٰی یَرٰی ، رُؤْیَةٌ : دیکھنا

هٰذَا الَّذِىۡ - یہ وہ ہے جس کو

كَرَّمۡتَ عَلَىَّ - تو نے معزز کیا مجھ پر

كَرَّمَ یُکَرِّمُ ، تَکْرِیْمًا : عزت دینا، تعظیم دینا (II)

لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾

لَئِنْ اَخَّرْتَنِ - یقیناً اگر تونے مہلت دی مجھ کو

لَئِنْ = لَ + اِنْ : یقیناً اگر | اَخَّرَ يُؤَخِّرُ ، تَأْخِيْرٌ : دیر کرنا (II)

أَخَّرْتَنِ اصل میں أَخَّرْتَنِي تھا، ضمیر واحد متکلم (ي)، اِنْ شرطیہ کی وجہ سے گرگیا

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ - روز قیامت تک

(ح ن ك)

لَاَحْتَنِكَنَّ - میں ضرور جڑ سے اکھاڑ دوں گا

لَ : لامِ تاکید | اِحْتَنَكَ يَحْتَنِكُ ، اِحْتِنَاكٌ : قابو پانا، جڑ سے اکھاڑنا (VIII)

ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا - اس کی نسل مگر بہت تھوڑے لوگ (بچ جائیں گے)

قَالَ اذْهَبْ - (اللہ نے) فرمایا، چلا جا

ذَهَبَ يَذْهَبُ ، ذَهَابًا : جانا

فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ - پس جو پیروی کرے گا تیری ان میں سے

فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ - تو بیشک جہنم ہی ہوگی تمہاری سزا

جَزَآءً مَّوْفُوْرًا - پوری پوری سزا

وفَرَ يفِر ، وَفْرًا و فِرَةً : بھرپور ہونا، پورا پورا ہونا

وفر مالِ کثیر، بہتات | اردو میں : وافر، وفور، موفور

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿٦١﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَىِٕنْ
اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاۗؤُكُمْ جَزَاۗءً مَّوْفُوْرًا ﴿٦٣﴾

اور یاد کرو جبکہ ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو، تو سب نے سجدہ کیا، مگر ابلیس نے نہ کیا اس نے کہا "کیا میں اُس کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے؟
پھر وہ بولا "دیکھ تو سہی، کیا یہ اس قابل تھا کہ تو نے اِسے مجھ پر فضیلت دی؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں، بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اچھا تو جا، ان میں سے جو بھی تیری پیروی کریں، تجھ سمیت اُن سب کے لیے جہنم ہی بھرپور جزا ہے

And recall when We asked the angels to prostrate themselves before Adam; all prostrated themselves except Iblis, who said: "Shall I prostrate myself before him whom You created of clay?" He then continued: "Look! This is he whom You have exalted above me! If you will grant me respite till the Day of Resurrection I shall uproot the whole of his progeny except only a few." Thereupon He retorted: "Be gone! Hell shall be the recompense - and a most ample one - of whosoever of them who follows you.

محمد اقبال

وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓـئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ قَالَ ءَاَسۡجُدُ لِمَنۡ خَلَقۡتَ طِيۡنًا ۚ﴿۶۱﴾

قصۂ ابلیس وملائکہ یہاں بیان کرنے کا محل !

- اس سے پہلے قصۂ ابلیس و ملائکہ البقرہ آیات ۳۰ تا ۳۹، النساء آیات ۱۱۷۔ ۱۲۱، الاعراف آیات ۱۱۔ ۲۵، الحجر آیات ۲۶۔ ۴۲، اور ابراہیم آیت ۲۲۔ میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے

- اس مقام پر یہ قصہ دراصل یہ بات ذہن نشین کرنے کے لیے بیان کیا جارہا ہے کہ اللہ کے مقابلے میں ان کافروں کا یہ تکبر، تمرد، اور تنبیہات سے ان کی یہ بے اعتنائی، اور کجروی پر ان کا یہ اصرار ٹھیک اس شیطان کی پیروی ہے جو ازل سے انسان کا دشمن ہے، اور اس روش کو اختیار کرکے درحقیقت یہ لوگ اس جال میں پھنس رہے ہیں جس میں اولاد آدم کو پھانس کر تباہ کردینے کے لیے شیطان نے آغاز تاریخ انسانی میں چیلنج کیا تھا۔

- یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ اس دعوتِ حق سے کفارِ مکہ کے انکار کا اصل سبب کیا ہے؟

- نبی کریم ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے کہ ان لوگوں کے انکار کی اصل وجہ یہ نہیں ہے کہ ان کو عذاب کی کوئی نشانی نہیں دکھائی گئی بلکہ اس کی اصل وجہ ان کا استکبار ہے اور اس معاملے میں انھوں نے ٹھیک اپنے امام، ابلیس کی سنت کی پیروی کی۔ جس طرح اس کو جب حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرے تو اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں ایک برتر مخلوق ہو کر ایک خاکی مخلوق کو کس طرح سجدہ کروں اسی طرح یہ لوگ بھی خدا کی نعمتیں پا کر قیادت، سیادت اور امارت کے پندار میں اندھے ہو گئے ہیں اور ان کا یہ غرور و تکبر ان کو اجازت نہیں دے رہا ہے کہ وہ آپ کو رسول اور آپ کی اس فضیلت و برتری کو اپنے اوپر تسلیم کرلیں اور اپنے غرور و تکبر سے دست بردار ہو جائیں۔

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾

قصہ آدم و ابلیس کا سبق

- یہاں سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدم و ابلیس کی یہ دشمنی ختم نہیں ہو گئ بلکہ یہ قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ اس نے جوش حسد میں خدا سے یہ مہلت مانگی تھی کہ اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت دے دی تو میں آدم کی ساری ذریت کی بیخ کنی کر ڈالوں گا، یعنی ان کے قدم سلامتی کی راہ سے اکھاڑ پھینکوں۔ اور یہ ثابت کردوں گا کہ آدم اور اس کی ذریت میرے اور میری ذریت کے مقابل میں کسی شرف کے حقدار نہیں ہیں۔
- یہ چیلنج دیتے وقت شیطان کو معلوم نہ تھا انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے جس طرح گمراہی کی استعداد رکھی ہے، اس کے ساتھ ساتھ ہدایت اور قبولیت خیر کی استعداد بھی رکھی ہے۔ جب انسان ایسے حالات میں ہو کہ اس کا تعلق باللہ قائم ہو تو وہ بلند ہو گا اور اعلیٰ مدارج کی طرف اٹھنے والا ہو گا اور ایسے حالات میں وہ شر اور گمراہی سے بچ جائے گا
- شیطان کو معلوم نہ تھا کہ یہ بلا ارادہ چلنے والے حیوانات کی طرح نہیں ہے بلکہ انسان کو قوت ارادی دی گئ ہے جو اسے دوسرے حیوانات سے ممتاز کرتی ہے۔ ارادہ اور پختہ ارادہ ہی اس مخلوق کی بڑی امتیازی خصوصیت ہے اور اس کے اندر اس مخلوق کا راز پنہاں ہے۔ اللہ کا یہ ارادہ ہو گیا کہ شر و گمراہی کے اس پیغامبر کو کھلا میدان دے دیا جائے اور جس طرح چاہے انسان کو گمراہ کرنے کی سعی کرے۔
- یہ حوالہ دینے کا مقصد- یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ جو ایمان نہیں لا رہے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ابلیس اور اس کی ذریات کے نرغے میں آئے ہوئے لوگ ہیں اور اس نے روز اول جو دعوی کیا تھا ان لوگوں کے معاملے میں اس نے وہ سچ کر دکھایا ہے۔

وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾

وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ - اور پھسلا لے جس کو تو پھسلا سکتا ہے

(ف ز ز)

اِستَفَزَّ یَسْتَفِزُّ ، اِسْتَفْزَازًا (X)
کسی کو ہلکا اور کمزور پا کر اسے بہا لے جانا، یا اس کے قدم پھسلا دینا

مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ - ان میں سے اپنی آواز (دعوت) سے

صَوْت : آواز

وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ - اور تو چڑھا لا ان پر

(ج ل ب) اَجْلَبَ یُجْلِبُ ، اِجْلَابٌ : چڑھانا (IV)

اردو میں : جلب زر، جلبِ منفعت

بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ - اپنے سواروں کو اور اپنے پیادوں کو

خَيْلِ : سوار

رَجِلِ : پیادہ، پیدل

رِجْلٌ (پاؤں) - اس کی جمع اَرْجُلٌ

رَجِلَ پاؤں پر یا پیدل چلنا

وَ شَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ - اور شریک بن جا ان کا ان کے مال اور اولاد میں

شَارَكَ یُشَارِكُ ، مُشَارَكَةٌ
شریک بنانا (III)

وَعِدْهُمْ - اور وعدے کرتا رہ ان سے

وَعَدَ یَعِدُ ، وَعْدًا : وعدہ کرنا

وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ - اور نہیں وعدہ کرتا ان سے شیطان

اِلَّا غُرُوْرًا - مگر جھوٹا

غَرَّ یَغُرُّ ، غُرُوراً : دھوکہ دینا، بہکانا، باطل چیز کا لالچ دینا، بے جا امید دلانا

غُرُوْر : دھوکہ، فریب، جھوٹ

اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ ؕ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیۡلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّکُمُ الَّذِیۡ یُزۡجِیۡ لَکُمُ الۡفُلۡکَ فِی الۡبَحۡرِ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ اِنَّہٗ کَانَ بِکُمۡ رَحِیۡمًا ﴿۶۶﴾

اِنَّ عِبَادِیۡ - بیشک میرے بندے (جو ہیں)

لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ - نہیں ہے تیرے لیے ان پر کوئی اختیار

سُلْطَان : غلبہ واقتدار، دلیل و حجت، اختیار، حکومت، عمل داری

وَ کَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیۡلًا - اور کافی ہے تیرا رب توکّل کے لیے

کَفٰی یَکْفِیْ ، کِفَایَةٌ : کافی ہونا

رَبُّکُمُ الَّذِیۡ یُزۡجِیۡ - تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے

اَزْجٰی یُزْجِیْ ، اِزْجَآءٌ : چلانا، ہنکانا (IV)

لَکُمُ الۡفُلۡکَ فِی الۡبَحۡرِ - تمہاری کشتی سمندر میں

فُلْك : کشتیاں۔(اس کا واحد فَلَكٌ) ہر وہ چیز جو بلند، ابھری ہوئی، اور گول ہو

لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِہٖ - تاکہ تم تلاش کرو اس کا فضل

اِبتَغٰی یَبْتَغِیْ ، اِبْتِغَآءٌ : تلاش کرنا (VIII)

اِنَّہٗ کَانَ بِکُمۡ رَحِیۡمًا - بیشک وہ ہے تم پر بہت مہربان

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الۡبَحۡرِ ضَلَّ مَنۡ تَدۡعُوۡنَ اِلَّاۤ اِیَّاہُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىکُمۡ اِلَی الۡبَرِّ اَعۡرَضۡتُمۡ ؕ وَکَانَ الۡاِنۡسَانُ کَفُوۡرًا ﴿۶۷﴾

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ - اور جب بھی چھوتی ہے تم کو تکلیف

مَسَّ یَمُسُّ ، مَسًّا : پہنچنا، چھونا

اَلضُّرّ : ضرر، نقصان، تکلیف

فِی الۡبَحۡرِ - سمندر میں

ضَلَّ مَنۡ تَدۡعُوۡنَ - تو گم ہو جاتے ہیں وہ جنہیں تم پکارتے ہو

دَعَا یَدْعُوْ ، دَعْوَةٌ و دُعَاءٌ : بلانا، پکارنا

اِلَّاۤ اِیَّاہُ - سوائے اُس (ایک) کے

اِیَّا : اسی کے

فَلَمَّا نَجّٰىکُمۡ - پھر جب وہ نجات دیتا ہے تم کو

نَجّٰی یُنَجِّیْ ، تَنْجِیَةٌ : نجات دینا، بچالینا (II)

اِلَی الۡبَرِّ اَعۡرَضۡتُمۡ - خشکی کی طرف تو تم منہ موڑ جاتے ہو

اَعْرَضَ یُعْرِضُ ، اِعرَاضًا : اعراض کرنا، منہ پھیرلینا

وَکَانَ الۡاِنۡسَانُ کَفُوۡرًا - اور انسان بڑا ناشکرا ہے

کَفُوْرًا ، کُفْرًا سے صفت مشبہ (بہت ناشکرا)

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۗ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٦٤﴾ اِنَّ
عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۗ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿٦٥﴾ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۗ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٦٦﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ
الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۗ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿٦٧﴾

تو جس جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے، ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا، مال اور اولاد
میں ان کے ساتھ ساجھا لگا، اور ان کو وعدوں کے جال میں پھانس اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے
کے سوا اور کچھ بھی نہیں، یقیناً میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہ ہوگا، اور توکل کے لیے تیرا
رب کافی ہے، تمہارا (حقیقی) رب تو وہ ہے جو سمندر میں تمہاری کشتی چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش
کرو حقیقت یہ ہے کہ وہ تمہارے حال پر نہایت مہربان ہے، جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اُس
ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں، مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر
پہنچا دیتا ہے تو تم اُس سے منہ موڑ جاتے ہو انسان واقعی بڑا ناشکرا ہے

Tempt with your call all whom you wish. Muster against them all your forces - your cavalry and your foot soldiers; share with them riches and offspring, and seduce them with rosy promises - and Satan's promise is nothing but a deception but know well that you will have no power against My servants. Your Lord suffices for them to place their trust in." Your Lord is He Who steers your vessels across the seas that you may seek of His Bounty. He is ever Merciful towards you. When a calamity befalls you on the sea, all those whom you invoke forsake you except Him. But when He delivers you safely to the shore you turn away from Him, for man is indeed most thankless.

محمد اقبال

وَ اسۡتَفۡزِزۡ مَنِ اسۡتَطَعۡتَ مِنۡهُمۡ بِصَوۡتِكَ وَ اَجۡلِبۡ عَلَيۡهِمۡ بِخَيۡلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكۡهُمۡ فِى الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَوۡلَادِ وَعِدۡهُمۡ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا ﴿۶۴﴾

ابلیس کی بھٹکانے کی حد

- اس آیت کریمہ کو دیکھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے پروردگار خود ابلیس کو وہ تمام راستے دکھا رہا ہے جن سے وہ انسان کو گمراہ کرنے کے لیے حملہ آور ہو سکتا ہے حالانکہ حقیقت یہ نہیں لیکن یہ بھی امر واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم تھا کہ شیطان انسانوں کو گمراہ کرنے کے لیے کون کون سے حربے استعمال کرے گا۔ اس لیے پروردگار نے انھیں اجمالاً انسانوں کی آگاہی کے لیے بیان فرما دیا تاکہ وہ ابلیس کی کارکردگی کو معمولی نہ سمجھیں اور اس سے بچنے کے لیے زیادہ سے زیادہ کوششیں بروئے کار لائیں اور زندگی کے ہر شعبے پر نظر رکھتے ہوئے شیطانی گھاتیں پہچاننے کی کوشش کریں اور زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہونا چاہیے جس میں خیر کی قوتیں برائی کی قوتوں کا سر کچلنے کے لیے یا ان کے دفاع کے لیے اپنے طور پر کوئی تیاری نہ کریں
- اس آیتِ کریمہ میں شیطان کو اس ڈاکو سے تشبیہ دی گئی ہے جو کسی بستی پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لائے اور ان کو اشارہ کرتا جائے کہ ادھر لوٹو، ادھر چھاپہ مارو، اور وہاں غارتگری کرو۔
- **ابلیس کے فتنوں کی گوناگونی** : انسانوں کو منحرف کرنے اور ان میں وسوسہ ڈالنے کے لیے ابلیس اپنے جن اوزاروں سے کام لیتا ہے ان میں (ا) آواز شامل ہے اس لیے کہ انسانی روح اور جان کا آوازوں اور نغمات کے مدمقابل گہرا اثر لینا ہے، جذبات انگیز موسیقی، نغمات اور آوازوں سے محفوظ رہنا جو انسان کو صراطِ مستقیم سے ہٹا دیں، ابلیس کے حربوں سے محفوظ رہنا ہے۔ (حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے اس نے مراد موسیقی اور گانا بجانا لیا ہے۔ ظاہر ہے کہ صوتی فسوں کاری کا اس سے بہتر اظہار اور کہاں ہو سکتا ہے۔ اسی سے سفلی جذبات ابھارے جاتے ہیں۔ زندگی کے سنجیدہ مشاغل سے نوجوانوں کو دور کیا جاتا ہے۔ مقاصدِ حیات کا شعور سب سے زیادہ اسی ذریعہ سے ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے)۔ اس کے علاوہ بھی اس کے استعمالات . .

وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾

(۲) گھوڑے اور پیادے۔ چڑھا لانے سے مراد یہاں حقیقی الفاظ نہیں ہیں بلکہ محاورہ میں ان سے مراد مطلق لشکر سے ہوتی ہے، دنیا میں جتنے انسان شر اور فساد پھیلانے اور حق کا راستہ روکنے میں سرگرم ہیں وہ سب ابلیس کے سوار اور پیادے ہیں

ابلیس لادینی قوتوں میں ارتباط اور تنظیم پیدا کرکے اور ایک اجتماعی قوت کی شکل دے کر دینی قوتوں کے مقابل لا کھڑا کرتا ہے (اسی لیے دنیا میں ہمیں نظر آتا ہے کہ برائی بڑے منظّم انداز میں پھیلتی ہے، .... ہزاروں لاکھوں افراد اس کے لیے کام کر رہے ہوتے ہیں) اور اس کے لیے اسے نہ طاقت استعمال کرنے سے گریز ہوتا ہے اور نہ بھاگ دوڑ سے

یہ بھی ملحوظ رہے کہ "گھوڑے اور پیادے چڑھا لانا " محض استعارہ ہی نہیں ہے۔ دنیا میں خیر و شر کے جتنے معرکے ہوئے ہیں ان میں ابلیس کے کارنامے صاف دکھائی دیتے ہیں۔ اس سے یہ بات ضرور معلوم ہوتی ہے کہ جہاں بھی حق و باطل کا معرکہ ہوگا وہ اپنے لاؤلشکر سمیت باطل کا ساتھ دے گا اور خود اہل باطل بھی اسی کا لشکر ہوتے ہیں جنھیں وہ خاموشی سے تدبیریں سکھاتا ہے۔ جھوٹ، دھوکہ دہی، فریب، سازش، وعدہ خلافی کے استعمال پہ اپنے کارندوں کو آمادہ کرتا ہے...

(۳) مال اور اولاد میں ساجھا۔ اس کا ایک مفہوم تو بالکل سیدھا سیدھا ہے اور وہ یہ کہ ابلیس کے راستے پہ چلنے والے اپنے مال اور اولاد میں اس کو شریک بنائیں گے، اپنے مال میں سے اس کا حصہ نکالیں گے۔ اس میں یہ بھی شامل ہے کہ اولاد تو آدمی کی اپنی ہوتی ہے، اور اسے پالنے پوسنے میں سارے پاپڑ آدمی خود بیلتا ہے، مگر شیطان کے اشاروں پر وہ اس اولاد کو گمراہی اور بداخلاقی کی تربیت اس طرح دیتا ہے، گویا اس اولاد کا تنہا وہی باپ نہیں ہے بلکہ شیطان بھی باپ ہونے میں اس کا شریک ہے۔ لیکن یہی بگاڑ اگر فرد کی بجائے پوری قوم میں لانا ہو (کہ کسی پوری قوم کے بچوں میں شیطان ساجھا لگائے اور ساری قوم کے بچے اس کے حوالے ہوں تو وہ کیا کرے گا؟)

وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾

(... کسی پوری قوم کے بچوں میں شیطان ساجھا لگائے اور ساری قوم کے بچے اس کے حوالے ہوں تو وہ کیا کرے گا؟)

اس سلسلے میں ابلیس کا اہم حربہ مسلمانوں کے مالی اداروں کو کرپٹ کرنا اور ان کے وسائل کو لادینیت کی خدمات پہ لگانا ہے۔ اسی طرح ان کے تمام تعلیمی اور تربیتی اداروں کو ایسے مشاغل میں الجھانا ہے جس سے بچوں کی تربیت کی بجائے ان کے بگاڑ میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔ اور اس کام کو اس سلیقے سے انجام دینا ہے کہ مال کمانے والے کمانے کی محنت اٹھاتے رہیں لیکن ان کا کمایا ہوا مال شیطانی راہوں میں صرف ہوتا رہے اور وہ یہی سمجھتے رہیں کہ یہ سب کچھ ہماری ترقی یا ہمارے بھلے کے لیے ہو رہا ہے۔ اور جن اداروں میں بچے تربیت پا رہے ہیں بچوں کے ماں باپ خوش ہوتے رہیں کہ ہمارے بچے ماشاء اللہ کس طرح زیور تعلیم سے آراستہ کیے جا رہے ہیں، لیکن شیطان اپنے تئیں خوش ہے کہ ان کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد وہ بچے نہ ماں باپ کے ہوں گے، نہ مسلمانوں کے، بلکہ ان کا رشتہ ابلیسی جماعت اور لادینی قوتوں سے ہوگا۔

(الحاد، مذہب بیزاری، سیکولرزم، ہم جنس پرستی اور مادیت جس طرح تعلیمی ادراوں میں پنپ کر معاشرے میں پھیل رہی ہے شیطان کا پوری قوم اور اس کی پوری نسل کے اغوا کی بہترین مثال ہے)

(۴) شیطان کا چوتھا حربہ انسان کو گمراہ کرنے کا جو سب سے زیادہ خطرناک ہے وہ یہ ہے کہ وہ انسان کو ہمیشہ وعدوں میں بہلاتا ہے۔ اسے ایسے ایسے سبز باغ دکھاتا ہے اور ایسے ایسے گمراہ کن نظر فریب اور دلکش لالچوں میں انسان کو مبتلا کر دیتا ہے کہ انسان کیمیا گری کی کوشش کی طرح ساری عمر اسی میں دھکے کھاتا رہتا ہے اور اس دلدل سے کبھی اسے نکلنا نصیب نہیں ہوتا۔ اسی لیے پروردگار نے آیت کے آخر میں متنبہ فرمایا کہ شیطان کے وعدے دھوکہ کے سوا کچھ بنی نہیں۔

رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ﴿۶۶﴾ وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَی الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَ كَانَ
الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾

قصۂ ابلیس (مکالمہ)

- ابلیس اول روز آفرینش سے اولاد آدم کے پیچھے پڑا ہوا ہے تاکہ اس کو آرزوؤں اور تمناؤں اور جھوٹے وعدوں کے دام میں پھانس کر راہ راست سے ہٹالے جائے اور یہ ثابت کردے کہ وہ اس بزرگی کا مستحق نہیں ہے جو اسے خدا نے عطا کی ہے
- خطرے سے اگر کوئی چیز انسان کو بچا سکتی ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ انسان اپنے رب کی بندگی پر ثابت قدم رہے اور ہدایت واعانت کے لیے اسی کی طرف رجوع کرے اور اسی کو اپنا وکیل (مدار توکل) بنائے۔ اس کے سوا دوسری جو راہ بھی انسان اختیار کرے گا، شیطان کے پھندوں سے نہ بچ سکے گا قرآنِ کریم کی اس مقام سے یہ بات خود بخود نکل آئی کہ جو لوگ توحید کی دعوت کو رد کر رہے ہیں اور شرک پر اصرار کیے جاتے ہیں وہ دراصل آپ ہی اپنی تباہی کے درپے ہیں۔ اسی مناسبت سے آگے آیات میں توحید کا اثبات اور شرک کا ابطال کیا جارہا ہے۔

رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ﴿٦٦﴾ وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَی الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا

نعمتوں کے باوجود کفران؟

- اس سے پہلے اس سورت میں توحید کے بارے میں اور شرک کے خلاف بحث ہو چکی ہے۔ یہ آیات اسی بحث کا تسلسل ہیں
- ان میں دو حوالے سے بات رکھی گئی ہے ایک استدلال و برہان کے حوالے سے اور دوسرے وجدان و ضمیر کے حوالے سے۔
- پہلا توحیدی استدلال۔ تمہارا پروردگار وہ ہے کہ جو دریا میں کشتی کو حرکت عطا کرتا ہے، ایک مسلسل اور دائمی حرکت (پھر سمندر میں کشتیوں/جہازوں کے چلنے کے لیے بہت سے باہم پیوستہ نظام موجود ہیں جس پر اس وقت بھی دنیا کے ۹۰ فیصید ذرائع نقل و حمل کا انحصار ہے جسکے بارے میں فرمایا، لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ)۔ یہ اللہ کے بطور خالق ہونے کے علم، قدرت اور حکمت کی طرف اشارہ ہے
- فطری استدلال: کی طرف رخ۔ فرمایا کہیں بھول نہ جانا کہ جب کبھی تم کسی دریا یا سمندر میں ہوتے ہو اور تمہیں پریشانیاں اور مشکلات آ گھیرتی ہیں (اور تم وحشت ناک طوفانی لہروں میں گھر جاتے ہو)، مصیبت کی اس گھڑی میں جب تقلید و تعصب کے پردے فطرت انسانی کے چہرے سے ہٹتے ہیں تو نور فطرت چمکنے لگتا ہے، وہی نور فطرت کہ جو نور توحید ہے۔ ایسے لمحات میں تمام تصوراتی و خیالی معبود تمہارے ذہن سے محو ہو جاتے ہیں
- جب انسان بحفاظت خشکی پر پہنچ جاتا ہے (یا اس کا جہاز لینڈ کر جاتا ہے) تو ایک بار پھر غرور، غفلت، اندھی تقلید اور تعصب کے پردے اس نور الٰہی کو چھپا دیتے ہیں اور گناہ و نافرمانی کا غبار اور مادی زندگی کی سرگرمیاں اس کا تابناک چہرہ پنہاں کر دیتی ہیں، انسان کتنا کم ظرف اور اپنے رب کی نعمتوں کا کتنا ناشکرا واقع ہوا ہے!

سُوْرَةُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْل

آیات 58 تا 67

- **عذاب سے متعلق اللہ کی سنت** — (کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا نزول لوگوں کے مطالبے پر نہیں ہوتا بلکہ اس کا ایک قانون ہے، جب قانون اس کا تقاضا کرتا ہے تو عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ جس کو متعدد مقامات پر بتایا گیا ہے)
- **منہ مانگے معجزات نہ بھیجنے کی حکمت** —اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھنے اور سنبھلنے کا موقع دیتا ہے، معجزات آجانے کے بعد ان کا انکار کرنا قوموں کی ہلاکت اور تباہی کا باعث بنتا ہے
- **اللہ تعالیٰ کی بھیجی گئی نشانیوں** (معجزوں) کی بابت تاریخ میں تمام قوموں کا رویہ ایک جیسا رہا ہے (وہ ایمان نہیں لائے)
- **قصۂ ابلیس و ملائکہ یہاں بیان کرنے کا محل** - پیغمبر علیہ السلام کی دعوت حق کے مقابل کفارِ مکہ کا تکبر، تمرد، اور الٰہی تنبیہات سے ان کی بے اعتنائی، اور ضلالت پر ان کا اصرار ٹھیک ٹھیک اس شیطان کی پیروی ہے جو انسان کا دشمنِ ازلی ہے
- **انسان شیطان کا ازلی دشمن** ہے اور اس نے نسلِ آدم کو راہِ راست سے بھٹکانے کو اپنی زندگی کا مشن بنا رکھا ہے اور اس کے لیے وہ اپنے ترکش کا ہر تیر استعمال کرے گا (اور کرتا ہے) —یہ انسان ہی ہے جو اس حقیقت کو بھولا ہوا ہے
- **اللہ کی نعمتوں** اور ان پر واجب شکر کے حوالے سے توحید کا اثبات اور شرک کا ابطال

اضافی مواد

Reference Material

شیطان کی تلبیس

- قرآنِ مجید میں سورۃ بنی اسرائیل (الاسراء) آیات ٦١ تا ٦٥ میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو خبردار کر دیا کہ ابلیس کس طرح انسانوں کو اس دنیا میں ورغلائے گا اور اپنے راستے پر چلا کر جہنم کا ایندھن بنائے گا ۔اس حقیقت سے بے خبری یا لاپروائی انسان کی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کے لیے تباہ کن ہو سکتی ہے، قرآن کی آیات شاہد ہیں کہ شیطان کسی نبی، رسول، عالم، ولی، یا کسی عام انسان کو راہِ راست سے ہٹانے کی کوشش سے باز نہیں آیا لہٰذا زندگی میں اس ابلیس کی حقیقت کو نظر انداز کرنا، اس کے حملوں سے بے خبر رہنا یا اس کے حملوں کے مقامات سے لا علمی اور اس کے خلاف اللہ سے پناہ طلب نہ کرنا سخت گھاٹے اور خسارے کا باعث بن سکتا ہے ۔

خضر بھی بے دست و پا، الیاس بھی بے دست و پا   میرے طوفاں یم بہ یم، دریا بہ دریا جُو بہ جُو

- ابلیس کے وار سے محفوظ رہنے کے لیے علمائے اسلام اور صلحائے ملت نے کئ کتب تالیف کیں اور دعوت و تبلیغ اور وعظ و ارشاد کے ذریعے بھی راہنمائی فرمائی لیکن اس ضمن میں علامہ ابن جوزیؒ کی کتاب " تلبیس ابلیس" کو جو مقام اور اہمیت ہے وہ کسی اور کتاب کو حاصل نہ ہو سکی

- "تلبیسِ ابلیس" امام ابن جوزی رحمہ اللہ کی عظیم الشان کتاب چھٹی صدی ہجری میں لکھی گئ اور گذشتہ ساڑھے آٹھ سو سال سے یہ کتاب انسانیت کی راہنمائی کا باعث بنتی چلی آ رہی ہے اور یوں اس کتاب کی افادیت بھی مسلم چلی آ رہی ہے

شیطان کی تلبیس

- اس کتاب میں شیطان کے ہتھکنڈوں اور انسان کو گمراہ کرنے کے طریقوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا مقصد مسلمانوں کو ان چالاکیوں اور دھوکوں سے خبردار کرنا ہے جن کے ذریعے شیطان انسان کو نیکی کے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کتاب میں علامہ ابن جوزیؒ نے بتایا کہ کس طرح شیطان عوام الناس پر، علماء و فقہا پر، فقراء پر، قراء پر، شعراء پر، صوفیاء پر، امراء پر، سلاطین پر، محدثین پر، عابدوں اور زاہدوں پر، عورتوں پر، خوارج اور یہود و نصاریٰ پر، جہاد کرنے والوں پر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام کرنے والوں پر تلبیس کرتا ہے اور راہِ حق سے ہٹا کر جہنم کے راستے پر ڈال دیتا ہے
- "تلبیس ابلیس" علم، عقل، اور دین کے درمیان تعلق اور شیطان کی چالوں کو سمجھنے کے لیے ایک قیمتی رہنما کتاب ہے، شیطان کی تلبیس سے بچنے کے لیے اس کا پڑھنا، پڑھانا اور اس کا مذاکرہ ازحد ضروری ہے اسے ہر مکتب، گھر، سکول و کالج اور ہر دفتر میں ہونا چاہیے تاکہ عوام الناس اس کا مطالعہ کرکے شیطان کے وساوس اور تلبیسی چالوں سے بچ سکیں۔ بلاشبہ شیطان کی چالوں اور اس کے وساوس سے بچنا صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ممکن ہے لیکن اس ضمن میں انسان کو آگاہی (علم)، اللہ کی توفیق مانگنے، اور شیطان کے وساوس سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کا مکلّف ٹھہرایا گیا ہے۔

☚ اس سلسلے میں "تلبیسِ ابلیس" کے موضوع پر اضافی مواد ایک ضمیمے کی صورت میں اس آموختہ کے ہمراہ مہیا کیا جارہا ہے جو کہ ایک خصوصی مذاکرے کا خلاصہ ہے اور اسی کتاب کے عنوان کے بارے میں ہے